

"تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین،"

ایوب حامد (اورانٹو)

کچھ ہفت قبل مجھے ٹومب آف جیسوس (عیسیٰ کا مزار) نامی تنظیم کی جانب سے ایک ای میل آئی۔ نام سے پتا چل گیا کہ یہ ای میل کسی قادیانی شخص یا تنظیم کی طرف سے ہے، کیونکہ اس دنیا میں کسی کو حضرت عیسیٰ کی قبر کے بارے میں خط نہیں ہے، سوائے قادیانیوں کے۔ جب تک وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فوت ہونا ثابت نہیں کرتے، اپنے پیشوام رضا غلام احمد کے مسح موعود ہونے کی کوئی توجیہ نہیں کر سکتے۔ لہذا کبھی وہ سری نگر میں کسی قبر کو حضرت عیسیٰ کی قبر ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو کبھی اس سلسلے میں دوسرے تنہوں کا سہارا ڈھونڈتے ہیں۔ جب ٹیورین کفن (Shroud of Turin) کا وجود منظر عام پر آیا تو اس کہانی کو بھی اپنے مقصد کے لیے استعمال کی کوشش کی۔ Shroud of Turin کے نام سے اٹلی میں ایک کپڑے کا ٹکڑا رکھا ہوا ہے جس کے بارے میں بعض عیسائیوں کا وہم ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کا کفن تھا اور مجرما نے طور پر حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی شبیہ آگئی تھی۔ ان کے عقیدے کے مطابق اس کفن کا وجود ظاہر کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ اپنے کفن سے نکل کر سہارا لے کر زندہ ہو کر آسمان پر چلے گئے تھے۔ قادیانیوں نے اس کفن کا سہارا لے کر حضرت عیسیٰ کے بارے میں بنائی آگئی کہانی کو ثابت کرنے کی کوشش کی۔ حالانکہ سائنسی تحقیق سے ثابت ہو چکا ہے کہ وہ کفن جعلی ہے اور کسی آرٹسٹ کی حرکت ہے، لیکن قادیانیوں کو کسی چیز کے اصلی یا جعلی ہونے سے کیا سروکار؟ ایک طرف وہ قرآن پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں اور دوسری طرف قرآن کے بیان کے خلاف جانے والی جعلی چیز کی بنیاد پر اپنی جعل سازی کو بھی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ قرآن نے واضح طور پر سورہ نساء میں کہا ہے: "انہوں نے نہ اسے قتل کیا، نہ صلیب پر چڑھایا بلکہ انہیں دھوکہ ہوا۔" جب قرآن حضرت عیسیٰ کو صلیب پر چڑھائے جانے کی واضح طور پر تردید کر رہا ہے تو قرآن پر ایمان رکھنے والا شخص ایسے شخص کے وجود کو کیسے مان سکتا ہے جس کا وجود اس مفروضے پر ہے کہ وہ صلیب پر مصلوب ہو کر کفن میں دفن کیے گئے۔ بہر حال یہ بات درمیان میں ٹومب آف جیسوس کے حوالے سے آگئی۔ میں ذکر کر رہا تھا کہ بغیر میری رضا کے انہوں نے Spam کے طور پر مجھے ای میل بھیجی چونکہ مجھے اپنے وقت کی قیمت کا بہت زیادہ احساس رہتا ہے اور میں بالکل پسند نہیں کرتا کہ مجھے کوئی غیر ضروری ای میل بھیجے، لہذا عیسیٰ علیہ السلام کے مزار والی ای میل آتے ہی میں نے ان کو جواب دے دیا کہ مجھے آئندہ کوئی ای میل ہرگز نہ بھیجیں کیونکہ میں ان کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ کسی شریف آدمی سے اگر درخواست کی جائے کہ مجھے ای میل نہ بھیجو، تو وہ فوراً بھیجا بند کر دیتا ہے۔ مگر تہذیب اور شرافت کو بالائے طاق رکھ کر انہوں نے مجھے دھڑادھڑ ای میلیں بھیجنی شروع کر دیں۔ کسی نے مجھے مناظرے کی دعوت دی، کسی نے مجھے بحث میں الجھانے کے لیے

اسلام سکھانے کو کہا، کسی نے کچھ۔ میں نے دو تین ای میلوں کا شرافت سے جواب دیا اور ہر بار یہی درخواست کی کہ مجھے مزید ای میل نہ بھیجن، مگر وہ بھیجتے رہے۔ مصروفیات کے بے تحاشا بوجھ کی وجہ سے میں ان کے خلاف قانونی ایکشن نہیں لے سکا اور نہ میرا رادہ تھا کہ متعلقہ اداروں سے رابطہ کر کے ان کی ناروازیاadtی کی شکایت کی جائے۔ پھر انہوں نے اسی پر بس نہیں کیا، بلکہ میرے نام بھیج گئی ای میل مسلمان کمیونٹی کے بہت سے افراد کو بھیجی۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ نہ صرف یہ لوگ شرافاء کو جوان لوگوں کے منہ نہیں لگانا چاہتے خونخواہ تنگ کر رہے ہیں بلکہ ای میل کی کاپیاں تقسیم کر کے وہ یہ تاثر دینا چاہ رہے ہیں جیسے ہم ان کے جھوٹ اور دھوکے بازیوں کے پول کھولنے سے قاصر ہیں۔ میں ان کو یاددا نا چاہتا ہوں کہ میں ان ہی کے ایک مبلغ ڈاکٹر اعجاز قمر جو آج کل ٹورانٹو میں ان کے ساتھی ہیں، وہی پیگ میں گواہوں کی موجودگی میں اس کا منہ ہمیشہ کے لیے بند کر چکا ہوں۔ اس سے پہلے کراچی میں ۲۷۔۱۹ء میں ان کے مبلغوں کی دلیلوں کی وجیاں بکھیرنے کے علاوہ اگست ۱۹۸۹ء میں مرزا اطاہر احمد کے مقابلہ کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے تحریری جواب بھیج چکا ہوں۔

اس مضمون کو لکھنے کا مقصد قادیانی مبلغین کی پروجش حرکتوں کے عمل میں ماضی کو دہرانہ نہیں۔ میرے خیال میں جہاں تک قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے کا تعلق ہے اس بارے میں کسی قسم کی بحث کی کوئی گنجائش نہیں۔ مذہب کے حوالے سے کسی بھی رائے، فتویٰ اور فیصلے کا حق انہی کو ہے جو مذہب کو ہمیت دیتے ہیں، اسے اپنی عملی زندگی میں لاگو کرتے ہیں، اپنی زندگی اس کو سمجھتے، اس پر عمل کرنے اور اس کو دوسروں تک پہنچانے میں گزار دیتے ہیں۔ انہی مذہبی لوگوں کی نمائندگی علماء، فقہاء اور اولیاء کرتے ہیں۔ اب دنیا بھر میں مسلمانوں کی نمائندگی کرنے والوں میں سے کوئی ایک تنظیم، جماعت یا فرقہ ایسا نہیں ملے گا جس نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا ہو۔ پھر اس فتنے کے گڑھ یعنی پاکستان کی قومی انسٹی ٹیبلی میں ممکن حد تک عادلانہ و منصفانہ کارروائی کے بعد پاکستانی مسلمانوں کی تمام نمائندہ جماعتوں نے اجتماعی طور پر اس مسئلے کو ہمیشہ کے لیے حل کر دیا ہے۔ اب اگر کوئی انقلابی طور پر پاکستانی قوم کے اجتماعی فیصلے سے اختلاف کرتا ہے تو یہ اختلاف اس مسئلے پر اختلاف رائے کی، جائے اس فرد کا ذاتی مسئلہ ہے۔ یہ ذاتی مسئلہ ذاتی مفاد کا ہو یا اسلام، اسلامی جماعتوں، تنظیموں اور مذہبی شخصیات سے ذاتی عناد کا، اس ذاتی عناد یا عناد کی عظیم تر اجتماعی فیصلے کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں۔ مذہبی، ششم مذہبی، آزاد خیال، سیکولر، غرضیکہ پاکستان کی کون سی جماعت اور کون سی تنظیم تھی جس نے اس مسئلے پر تمام ترجیح و مبالغہ اور قادیانی جماعت کے سربراہ کے دعوؤں اور جواب دعوؤں کو سنبھل کے بعد قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے میں پس و پیش سے کام لیا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ قادیانی مبلغین یا پروجش متعلقین کی انتہائی کوششوں کے باوجود عام مسلمان قادیانیوں سے اس مسئلہ پر بحث کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے۔ سورج کی روشنی میں اگر کوئی دن کو جھلata ہوئے رات کے حق میں دلیلیں دینا شروع کر دے تو اس کی پیشائی پر ترس تو کھلایا جاسکتا ہے، اس سے بحث نہیں کی جاسکتی۔ اس لیے ہم قرآن کے فرمان کے مطابق جاہلوں سے کنارہ کر رہے ہیں تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہمارے پاس ان کی فضولیات کا جواب نہیں۔ جواب ہے اور روز روشن کی طرح واضح جواب موجود ہے۔ اور جواب کیوں نہ ہو کہ جب ہم جیسا عام مسلمان بھی اسلام کے بنیادی عقائد سے آگاہ ہونے کے باعث یہ جانتا ہے کہ اسلام کی تعلیم کے مطابق جن باتوں پر ایمان لا کر انسان مسلمان بنتا ہے اس میں رسالت پر ایمان شامل ہے۔ رسول پر ایمان لانے کا

مطلوب یہ نہیں کہ زبان سے حسب موقع رسول اللہ کا ذکر تو کر دیا جائے لیکن جب عمل کا وقت آئے تو پھر تمام تر الہامات و احکامات کی بنیاد ختم المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے کسی اور کوفر اردا جائے۔ رسول پر ایمان کا مطلب یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ صرف اللہ کا سچا بیغیر مانا جائے بلکہ اس کے ساتھ دل و دماغ میں یہ بھی جائز ہیں ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا ایمان کا تقاضا ہے، اس کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ دینی امور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جوبات کہتے تھے وہ سب دھی پرمنی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم شریعت کا مأخذ اور واجب الاتباع ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی طرف سے آخری نبی اور آخری رسول ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو بھی کسی فلم کی نبوت یا رسالت کا دعویٰ کرے اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ دینی احکام پر جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کیا ان احکام پر عمل کرنے کے صرف وہی طریقے درست ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار کیے باقی سب طریقے غلط ہیں۔ مثلاً جس طرح آپ نے نماز پڑھی نماز صرف اس طریقے سے پڑھنا درست ہے۔ جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھنا درست ہے وغیرہ۔ قرآن کے الفاظ کی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نشرت کی ہوں اس کے ہوتے ہوئے کوئی اور تعریج یا تعبیر غلط ہے۔

مندرجہ بالا باتوں میں کسی بات کو مانے سے انکار کرنے سے رسالت پر ایمان درست نہ ہونے کی وجہ سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح قرآن پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کے الفاظ اور معنی اور دنوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے ہم تک پہنچ ہیں اور وہ دنوں قیامت تک مسلمانوں پر لاگو ہیں۔ اگر کوئی قرآن کے الفاظ تو مانے مگر اپنے من مانے معنی کا نالناچا ہے بجائے ان معانی کے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائے تھے۔ یا یہ کہ کہ قرآن کی تعلیم پر اپنے زمانے کے لیے تھی آج تک کے لیے نہیں ہے تو اس کا قرآن سے ایمان اٹھ گیا اور وہ بھی کافر ہو گیا۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبین کہا ہے۔ خاتم اس کو کہتے ہیں جو آخری ہو چنانچہ پرانے زمانے کی کسی بھی کتاب یا تفسیر یا لغت کو اٹھا کے دیکھ لجئے وہ یہی مطلب بتائے گی۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد احادیث کے ذریعے خود اس کے معنی متعین کر دیے ہیں۔ اور واضح طور پر بتا دیا ہے کہ میں آخری نبی ہوں۔ اس بارے میں پدرہ حدیثیں حدیث کی صحیح ترین کتابوں میں مختلف صحابہ رضی اللہ عنہم جمعیں سے روایت کی گئی ہیں۔ جس سے پہنچتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار کئی موقعوں پر اس بات کو اچھی طرح واضح کر دیا تھا کہ وہ آخری نبی ہیں اور خاتم النبین سے بھی مراد ہے۔ کیونکہ ہر رسول نبی ہوتا ہے، لہذا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہوئے تو خود بخود آخری رسول بھی ہو گئے۔ اگر کوئی آپ کو آخری نبی یا آخری رسول مانے سے انکار کرتا ہے وہ فوراً کافر ہو جاتا ہے اور اس کا ایمان باطل ہو جاتا ہے۔ اس مسئلہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے زمانے سے لے کر پورے تیرہ سو سال علاماء میں مکمل اتفاق اور اجماع رہا، کسی نے بھی اس رائے سے اختلاف نہیں کیا۔ بیہاں تک کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں نبوت کا دعویٰ کرنے والوں سے باقاعدہ جہاد کیا گیا اور اس کے بعد بھی مسلمان امت نے بھی کسی نبوت کا دعویٰ کرنے والے یا اس کی پیروی کرنے والوں کو مسلمان نہیں سمجھا۔ لہذا جو شخص بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں سمجھتا، اس کا رسالت پر ایمان ناقص ہوا، وہ قرآن کا بھی منکر ہوا، حدیث کا بھی منکر ہوا، صحابہؓ کے اجماع کا بھی منکر ہوا اور مسلمان امت

کے اجماع کا بھی منکر ہوا۔ اس رائے پر ہر ملک اور ہر دور کے علماء کے درمیان اس بات پر مکمل اجماع اور اتحاد ہے۔ شریعت تو اس معاملہ میں اتنی حساس ہے کہ جو شخص نبوت کا دعویٰ کرنے والے سے ثبوت مانگئے اس کا ایمان بھی ضائع ہو جاتا ہے کیونکہ جب ہمارا ایمان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سچا نبی آہی نہیں سکتا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جو دعویٰ کرتا ہے وہ جھوٹا ہے۔ اس سے کسی دلیل مانگنے کی ضرورت نہیں۔ دلیل توبہ مانگنیں جب شک ہو کہ شاید وہ اپنے دعوے میں سچا ہو۔ اسی لیے جس نے دلیل مانگی، اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے میں شک ہو۔ لہذا اس کا ایمان بھی ضائع ہو گیا۔ اب اگر کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرے، لیکن لوگ کہیں ہم تم تھیں نبی تو نہیں مانتے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی تھے مگر ہم تھیں کچھ اور یعنی مہدی یا مسیح موعود مان لیتے ہیں، تو ایسا کرنے کی بے وقوفی صرف وہی کر سکتے ہیں جن کو یہ تمیز نہ ہو کہ جو شخص نبوت کا دعویٰ کر کے کافر ہو گیا، اس کی شرافت کو ماننا بھی ایمان کو خطرے میں ڈالنا ہے کہ اس کے کہ اسے عزت یا منصب کا اہل سمجھا جائے۔ لہذا جھوٹے نبی کو کسی بھی حیثیت میں ماننے والا شخص مسلمان نہیں رہتا۔

مسلمانوں میں سے کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جھوٹے نبی یا اس کے ماننے والے آخر قرآن پڑھتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں تو ہم انہیں کافر کیسے کہہ سکتے ہیں؟ انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ انسان عمل سے مسلمان یا کافر نہیں بنتا۔ صرف عقیدے سے بنتا ہے۔ جب کسی کا عقیدہ باطل ہو تو اس کے تمام اعمال اللہ کے ہاں ضائع ہو جاتے ہیں۔ گو عقیدہ کے ساتھ عمل صحیح ہونا ضروری ہے مگر صحیح عمل عقیدے کے بغیر بالکل بے کار ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس اصول کو کھول کر بیان کر دیا ہوا ہے کہ ایمان درست نہ ہو تو اعمال سراب کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اسی طرح اگر کچھ لوگ مسلمان ہونے کا دعویٰ کریں اور ساتھ ہی کسی جھوٹے نبی کو بھی مانیں تو وہ عقیدے کے لحاظ سے کافر ہو چکے ہیں وہ اسلام کا فرقہ نہیں ہیں وہ مسلمانوں کے لیے ایسے ہی ہیں جیسے ہندو سکھ اور مجوہی وغیرہ۔ ہم ان سے انسانیت کا تعلق تو رکھ سکتے ہیں ان کو مسلمان نہیں سمجھ سکتے۔ جو مسلمان ان کے جلوں یا پروگراموں میں دوستی بھانے کے لیے چلے جاتے ہیں ان کو اللہ سے ڈرنا چاہیے اور ان کے کفر کے کاروبار میں اپنی موجودگی سے رونقیں لگانے سے پہلے اپنے بارے میں قادیانیوں اور ان کے پیشواؤ کے یہ دعوے، پیشگوئیاں اور خصوصی طور پر اس زبان کو ضرور پیش نظر رکھنا چاہیے جس میں ان کو خطاب کیا گیا ہے۔ جب مسلمان علماء نے غیر اسلامی نظریاً ت اور کافرانہ باتوں پر تعریض کی تو مرا نعلام احمد نے کس طرح جواب دیا، اس کے نمونے ذرالمالاحظہ کریں:

"مرزا صاحب ایک ایک نقہ (مکتب) منتے تھے اور بڑے غصے سے بدن پر رعشہ تھا اور دہان مبارک سے خوب گالیاں دیتے تھے..... چند الفاظ یہ ہیں، خبیث۔ سور۔ کتا۔ بد ذات۔ گوں خور۔ ہم اس (شنا اللہ) کو کبھی (جلسہ عام) میں نہ بولنے دیں گے۔ گدھے کی طرح لگام دے کر بھائیں گے اور گندگی اس کے منہ میں ڈالیں گے۔" (الہاماتِ مرزا، ارشاد اللہ حاشیہ ۱۲۲)

"ذیا میں سب جانداروں سے زیادہ پلیڈ اور کراہت کے لائق خزر یہ ہے مگر خزر یہ سے زیادہ پلیڈ وہ لوگ ہیں جو اپنے نفسانی جوش کے لیے حق اور دیانت کی گواہی چھپاتے ہیں۔ اے مردار خوار مولو یو اور گندی روحو..... اے اندھیرے کے کیڑو۔" (ضمیمہ انجام آئتم ختم حاشیہ ۲۱)

"کنجریوں کے بچوں کے بغیر جن کے دلوں پر اللہ نے مہرگاہی ہے باقی سب میری نبوت پا ایمان لا چکے ہیں۔ وہنے ہمارے بیانوں کے خزیری ہو گئے اور ان کی عورتیں کتوں سے بڑھ کیں۔" (صحیح البدری ص ۱۰)

"یہود یا نہ قلباباز یاں۔ ٹلمت کے فرزند۔ زہر لیلے سانپ خباشت شرارت اور رذالت کے مظہر۔ عباد الدینیا، وقوف الیار کمینے۔ رذیل احمد۔ دو غلے نیجے دروں نیجے بروں۔ بدگام۔ غدار۔ نمک حرام۔ دورخ۔ کھلی اٹھی کبوتر نما جانور۔ سترے بہترے کھوسٹ۔ جھوٹے دھوکے باز فریب کار۔ اڑھائی ٹوٹھ، بھیگی ملی۔ دجال۔ علی بابا چالیس پور۔ لعنت کا سیاہ داغ ماتھے پر۔ وغیرہ وغیرہ۔" (فاروق ۲۸۔ فروری ۱۹۳۵ء)

یہ چند مثالیں ہیں۔ اپنی ایک کتاب میں جب مخالفین پر لعنت بھیجننا شروع کی تو صفحوں کے صفحے لعنت کا لفظ بار بار لکھ کر کا لے کر دیے۔ لوگ بجا طور پر تجھ کرتے ہیں، ایسے شخص کے پیروکار ان چیزوں کا احساس کیوں نہیں کرتے؟ کچھ لوگوں کو تو حقیقت کا علم نہیں ہوتا اور سادگی میں پیچھے لگ جاتے ہیں یا پھنسا لیے جاتے ہیں اور کچھ لوگوں کا دنیاوی مفاد اور دیگر سماجی و خاندانی مجبوریاں ان کو اس دلدل میں ایسے پھنسادیتی ہیں کہ ایمانی قوت کے بغیر اس سے نکلناممکن ہوتا ہے۔ جو مسلمان ان سے رواداری اور میل جوں کے قائل ہیں انہوں نے اوپر مسلمانوں کے لیے کنجریوں کی اولاد کا لفظ تو پڑھ لیا ہوگا، مندرجہ ذیل عبارات بھی دیکھیں:

"جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا اب جو شخص خدا اور رسول کے بیان کو نہیں مانتا اور قرآن کی تکنذیب کرتا ہے اور عدم آخدا کے نشانوں کو درکرتا ہے..... وہ مونمن کیونکر ہو سکتا ہے۔" (حقیقتہ الوجی، ص ۱۲۲)

"کفر دو قسم پر ہے اور یہ کفر کر ایک شخص اسلام ہی سے انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتا، دوسرے یہ کفر کر مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا..... یہ دونوں قسم کے ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔" (حقیقتہ الوجی، ص ۱۷۹)
یعنی ان کے نزدیک آپ کافر ہیں۔

عام طور پر یہ لوگوں بہت مروت سے ملتے ہیں اور ایسے ظاہر کرتے ہیں کہ جیسے یہ بہت مہذب لوگ ہیں۔ اور نعروہ تو گاتے ہیں love for all hatred for none، لیکن ان کی مروت اور تہذیب کا اندازہ کرنا ہوتا ہے۔ ذرا ان کو مضبوط دلائی اور خود مرزا غلام احمد قادری کی تحریریوں سے ان کے جھوٹ اور بھروسہ کو ثابت کردیجئے، پھر دیکھئے یہ کیسے بد زبانی، بد تہذیبی اور ناشائستگی پر اتر آتے ہیں۔ ان کے پیشوں کے رویے کی مثالیں آپ دیکھی چکے ہیں، اس کے پیروکار بھی اسی کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔

جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے، اس تحریر کا مقصد قادیانیوں سے کسی بھی قسم کا بحث و مباحثہ نہیں۔ اس کا مقصد صرف اور صرف پر جوش قادیانیوں سے کنارہ کشی کی وجہ اور ان کے مسلمان دوستوں کے سامنے قادیانیوں کی اپنی زبان میں مسلمانوں کے بارے میں ان کی رائے یا عقیدہ بیان کرنا تھا۔ ورنہ جہاں تک قادیانیوں سے بحث کا تعلق ہے تو اس بارے میں اس مضمون کے عنوان کی حیثیت سے حرف اول ہی ہماری جانب سے حرف آخر بھی ہے۔

(مطبوعہ: ماہنامہ "ضیائے آفاق"، اکتوبر ۲۰۰۹ء)